تحقیقی مجلہ تحقید، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی ،فیصل آباد
جلد ۱، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۲۰
pISSN: 2789-4169
eISSN: 0000-0000

CC BY

ڈاکٹرمحمدنواز کنول
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج، سانگلہ ہل
Dr. Muhammad Nawaz Kanwal
Assistant Professor, Govt Islamia Postgraduate College Sangla Hill

عبدالعزیز خالدؔ کی نثر نگاری

Prose of Abdul Aziz Khalid

Abstract

"The prose of Abdul Aziz Khalid is an invaluable asset in Urdu litrature. His essays are rife with patriotisim, Islamism, Renaissance of Islam, Liberalism , Hope, tolerance, courage and determination and love for the Holy Prophet (P.B.U.H). the columns, letters, Interviews and critical essays are unique in Urdu litrature."

Keywords: Literature , Invaluable , Tolerance , Courage , Determination, Prose

کلیدی الفاظ: عبد العزیز خالد،ادب، رواداری، حوصلہ، استقامت، نثر

عبدالعزیر خالدؔ نثر نگاری میں منفرد اسلوب اور مقام کے حامل ہیں۔ وُہ گہرا تنقیدی شعور رکھنے والے نثر نگار ہیں۔نثر نگاری کے حوالے سے ان کے مضامین ، کالم نگاری ،خطوط نویسی اور انٹرویوز کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عبدالعزیز خالدؔ نے اپنے مضامین میں متنوع موضوعات پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اُن کے ایک مضمون کا عنوان دعا ہے۔ عبدالعزیز خالدؔ اپنے فلسفۂ دعا کویوں پیش کرتے ہیں:

> ’’دُعا رازونیاز کا وُہ عمل ہے جو خالق ومخلوق کے درمیان حائل حجابات کو اُٹھا کر ایک زبانِ بے زبانی میں، ایک مکانِ لامکانی میں اُنھیں ہم کلام کراتا ہے۔ دُعا سے طبیعت کو عجب انشراح واہتزاز حاصل ہوتا ہے۔جیسے آنسو آنکھوں کی دوا اور شفا ہیں، ایسے ہی دُعا دل کی غذا اور دوا ہے۔‘‘(۱)

عبدالعزیر خالدؔ رواداری کے قائل ہیں۔اُن کے نزدیک آزادیٔ اظہار کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اور وُہ قوم اتنی ہی روشن خیال، خلّاق وطباّع، مہذّب ومتمدّن اور عروج پر ہوگی جو آزادیٔ اظہار کا استنباط واستدلال اور تحلیل و تجربے کا چلن رکھنے والی ہوگی۔

خالدؔرواداری کے حوالے سے کہتے ہیں:

> ’’ہمارے ہاں بڑے رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ تنگ نظری، تنگ دلی، تند خوئی اور تلخ کلامی بڑھتی جارہی ہے۔ رواداری اور برداشت ختم ہورہی ہے۔‘‘(۲)

عبدالعزیر خالدؔ وطنیت اور حُبِّ وطن کے حوالے سے اپنا نقطۂ نظر دُوسروں سے الگ رکھتے ہیں۔ وُہ سرزمین سے محبت کو انسان کا ایک فطری بے ساختہ اور ناقابلِ شکست جذبہ قرار دیتے ہیں۔ خالدؔ حُبِّ وطن کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ’’جو شخص اپنے ملک کا وفادار نہیں وُہ کسی اور کا وفادارکیسے ہوسکتا ہے؟ وُہ دُنیا کا شہری کیسے بن سکتا ہے؟ جو اپنے آبائی وطن سے جڑا ہوا نہیں ہے اس کانمائندہ نہیں وہ سارے کُرے کی نمائندگی کیسے کر سکتا ہے؟ سب قوموں میں مادرِ وطن کا، مدرلینڈ کا، ماتر بھومی کا، دھرتی ماتا کا، دیش بھگتی کا تصوّر موجود ہے۔ اور یہ تصوّر اُنھیں رُوحانی غذا مہیا کرتا ہے، اُنھیں فکری وجذباتی

توانائی وتازگی بخشتاہے۔ اُنھیں یاد دلاتا ہے کہ اُن کا پہلا پیمانِ وفا کس سے ہے؟ اُن کی اوّلین ذمہ داری کیا ہے؟ وُہ اپنی جان پر کھیل کر اپنے وطن کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس کی عزت اور آزادی پر آنچ نہیں آنے دیتیں۔''(۳)

عبدالعزیر خالدؔ کے خیالات کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ وطینت سے قومیت ِاسلام کی جڑ کٹتی نہیں بلکہ اور مستحکم واستوار ہوتی ہے۔ ماں ، باپ، اولاد، ابنائے وطن سے محبتِ رسول کریمﷺ اور خدا کی محبت میں رکاوٹ کا سبب نہیں بن سکتی کیونکہ زندگی تقسیمِ کار کا ، فرائض کے تعین کا اور حفظِ حدود کا نام ہے۔ یہ بُوقلمونی اور کثیر العناصری تو شانِ حیات ہے۔ عبدالعریز خالدؔ فرقہ بندی کو ناسور قرار دیتے ہیں ۔ اپنے مضمون ''صلح واصلاح میں ہے مِلّتِ بیضا کی فلاح'' میں وُہ یوں رقم طراز ہیں:

''منبر ہمہ وقت غضب سے کانپتا او رمحراب ہمیشہ ترش ابرو ہوتی ہے۔ مسجدوں کی حدود ملکوں کی سرحدیں بن گئی ہیں اور ان میں رہنے والے ایک دوسرے سے کوئی تعلق قائم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ فقہی تعصبا ت دین کی عصبیت پر غالب آگئے ہیں او ریہ لوگ اُن کی حفاظت کے لیے اب بغیر کسی تردّد کے ہر باطل کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ فقہ اسلامی کی تدوین اور اس ملک میں اس کے نفاد کی ہر کوشش بالعموم انھی تعصبا ت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔''(۴)

اسلام دینِ فطرت ہے، یہ مجازو حقیقت کی ہم کناری اور حُسنِ خیال و حُسنِ عمل کی ہم آہنگی کا نام ہے۔ اسلام کا مسلک اعتدال اور میانہ روی اس کا مشرب ہے۔ عبدالعزیز خالدؔ ایک اسلامی ذہن کے حامل شاعر ہیں۔ وُہ روشن خیالی اور کشادہ قلبی کے قائل ہیں۔

خالدؔ اپنے مضمون ''قبلہ دُرست ہوتو دُنیا بھی دین ہے'' میں رقم طراز ہیں:

''اسلام اوہام و تعصبا ت کا آمیزہ نہیں بلکہ روشن خیالی ، کشادہ ذہنی، فراخ قلبی اور خرد افروزی کا وُہ بے نظیر منشور ہے، جو رُوئے زمیں پر نفخِ صور تک نافذ العمل ہے۔ اس کا پیروخود پسند رائے نہیں ہوتا بلکہ ایک کششِ انگیز مقناطیس شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔ وُہ کبھی شوریدہ طالعی وُہ شورہ بختی کی شکایت نہیں کرتا۔''(۵)

دورِ حاضر کے گوناں گوں، پیچیدہ اور پریشان ُکن مسائل کے حل کے لیے اسلام کی اساسی تعلیمات کی جتنی ضرورت اب ہے کبھی نہیں تھی۔ عبدالعزیز خالدؔ نے اپنے مضمون ''رُوحِ اسلام جبروتشدّد نہیں رحمت وعفو ہے۔'' میں مغرب کی اسلام دشمنی پر ُکھل کر اظہار کیا ہے۔ مغرب کے سینے میں صلیبی جنگوں کا صدیوں سے جو جلن ہے، خالد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''سیکولر، مذہبی قید وبند سے آزاد مغرب کو کسی دوسرے مذہب کو پھولتے پھلتے ایک عالم گیر عقیدے میں ڈھلتے انفس وآفاق کو تسخیر کرتے دیکھنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔''(۶)

عبدالعزیز خالدؔ نوجوان نسل یعنی طلبہ کے لیے آزادیٔ رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وُہ ادب کو سماجی مقاصد کا پابند بنا دینے کے حق میں نہیں ۔ خالدؔ کے بقول:

''تعلیمی اداروں کو اپنے طلبہ کو آزادیٔ رائے کا احترام سکھانا چاہیے۔ شخصیت کی نشوونما میناُن کی مدد کرنی چاہیے اور اُنھیں خود اپنی آزاد رائے قائم کرنے کے قابل بنانا چاہیے۔ ادبی فن کار کو بھی سائنس دان کی طرح عظیم کام کرنے کے لیے رُوحانی طور پر آزاد ہونا چاہیے۔ جس ادب کو سماجی مقاصد کا پابند بنا دیا جائے کسی لائق نہیں رہتا۔''(۷)

عبدالعزیز خالدؔ نے اپنے مضمون ''روا داری ہی نسخہ ہے بقائے باہمی کا'' میں روشن فکری،ُکشادہ دلی اورمعتدل مزاجی، مؤدت ومفاہمت اور مروّت ومصالحت کا ذکر دل نشیں پیرائے میں کیا ہے۔ روشن خیالی کے حوالے سے ڈاکٹر رفعت اقبال خان رقم طراز ہیں:

''روشن خیال فکر، انسان دوستی ہمہ گیریت، مساوات، تحمل و بردباری اور بے ریائی جیسی زرّیں اقدار و روایات کی قدر و منزلت کرتی ہے۔ روشن خیالی، بے تعصبی، رواداری اور کشادگئ قلب و ذہن کو جنم دیتی ہے اورمذہبی، سیاسی، سماجی حوالوں سے مثبت فکرِ نو خوش دلی سے قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ روشن خیالی نہ صرف مادی ترقی کو آگے بڑھاتی ہے بلکہ انسانی فکر کو بھی مائل بہ ارتقاء کرتی ہے۔''(۸)

اُمّت ِ مُسلمہ کے روبہ زوال ہونے کے اسباب میں کج روی، کج فہمی غفلت ، علمی وفکری پہلوئوں سے رُوگردانی وغیرہ شامل ہیں۔عبدالعزیز خالدؔ ''اسباب زوالِ اُمّت'' مضمون میں اپنی حساسیت کے ساتھ یوں رقم طراز ہیں:

''چشمِ عالم شاہد ہے کہ جس قوم کی اخلاقی اور معنوی تہذیب کو زوال آجاتا ہے تو اس کی سیاسی طاقت کا رُوبہ زوال ہونا یقینی ہوجاتا ہے۔ ہم مسلمان اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔اس وقت ہم دُنیا میں ا پنی عددی کثرت اور قدرتی وسائل کی فراوانی کے باوجود اپنی ''کج روئی'' کج نگہی او رکج کُلہی'' کی بدولت کسی وزن ووقار کے حامل نہیں۔ ہمارا شمار ''عالم الفقراء'' میں ہوتا ہے یعنی وُہ لوگ جو کاروانِ تہذیب وترقی سے بچھڑ چکے ہیں۔ زندہ وبیدار قومیں اپنی فنی و صنعتی فتوحات، علمی فکری کمالات اور تہذیبی وتمدنی امتیازات کے خدا داد فیضان و ''سلطان''سے منزلیں مارتی جادۂ فروغ وفراغ پر رواں دواں ہیں۔۔۔ مگرہم آبلہ پا گردش زمانہ کی بے سُود شکایتیں کرتے، کسی ایسے خضرراہ کے منتظر ہیں جو ہم پرنگاہِ کرم کرے، ہمیں زادِ راہ مہیا کرکے ہمارے لیے رخت و راحلہ کا بندوبست کرے۔''(۹)

عبدالعزیز خالدؔ نے شورکو ذہنی سکون، جسمانی صحت، اعتدالِ عناصر اور سلامتئ قلب کے لیے زہرِ قاتل قرار دیا ہے۔ شور سے اعصابی کھنچائو، جذباتی تنائو، فشارِ خون، انسانی صلاحیت ِکار، قوّتِ مدافعت اور طاقت ِبرداشت پر کاری ضرب لگتی ہے۔

عبدالعزیز خالدؔ اپنے مضمون ''لائوڈ سپیکروں کا عذاب'' میں لکھتے ہیں:

''لاؤڈ سپیکروں کا وُہ وحشت ناک پاگل کر دینے والا بے ہنگم ُغل ُغپاڑا ہے کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے ہیں۔ دن بھر کے تھکے ماندے آدمی رات کو بھی کل نہیں پڑتی۔۔۔ بے بس لوگ غم وغصے سے پیچ وتاب کھاتے ہیں۔ اُن کا لہو اُونٹتا ہے۔۔۔ مگر اس عَبُوساً قَمطَریرا ، بددین فرقہ ذہاد کی صلاحیت، فتنہ پردازی و فتویٰ فروشی کو دیکھ کر بیچارے خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں۔''(۱۰)

عبدالعزیز خالدؔ کی کالم نگاری

عبدالعزیز خالدؔ نے کالم نگاری میں بھی اپنی صلاحیتوں کا ُلوہا منوایا ہے۔ وُہ ایک بے باک اور حق بات کہنے والے کالم نگار کی حیثیت سے صحافتی دُنیا میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔ صحافت کے بارے میں ڈاکٹر مسکین علی حجازی رقم طراز ہیں:

''صحافت معاشرے کی عکاسی کرتی ہے۔ معاشرے میں بیک وقت سیاسی ، سماجی، معاشی، دینی، ادبی، علمی، ثقافتی رجحانات دھاروں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کی صحافت اس سرزمین کے حالات کی عکاسی کرتی رہی۔''(۱۱)

عبدالعزیز خالدؔ نے اپنے کالموں میناُردو زبان کی ترویج واشاعت کے لیے ُکھل کر اظہارِ خیال کیا ہے۔اُنھوں نے'' بے جڑ کا درخت۔۔۔ اُردو زبان'' کے عنوان سے سلسلہ وار کالم میں قومی زبان کے حق میں بہت کچھ لکھا۔ عبدالعزیز خالدؔ اُردو زبان کی نمودونوکے لیے علاقائی زبانوں سے اختلاط ضروری سمجھتے ہیں۔ خالدؔ کے بقول:

''اُردو کو پاکستان کی علاقائی زبانوں سے میل جول بڑھانا چاہیے۔ ان کا آپسی رشتہ تصادم وتنازع کا نہیں بلکہ ارتباط و اختلاط اور امتزاج و ائتلاف کا ہونا چاہیے۔ ان

میں باہم حریفانہ کش مکش نہیں بلکہ تاثیر وتاثر، تعاون و توافق اور جذب وانجذاب کا معاملہ ہونا چاہیے۔ یہ تفاعل وتعامل وحدۃ الوجود کا نہیں بلکہ اتحاد الوجود کا عمل ہے جو ہر فریق کے لیے ''نشـــاط ونعمت وناز'' کا باعث ہوگا۔ اس عملِ تخمیر وباروری سے اُردو کو نئی نمود ونمو ملے گی۔'' (۱۲)

جہاں تک اُردو کے فروغ میں رکاوٹ اور رائج نہ ہونے کے اسباب وعلل کا تعلق ہے یہ ہمارے خود پیدا کردہ ہیں۔ وطن عزیز میں اردو کے ساتھ ارباب اختیارات نے بیگانوں کا س سلوک کیا ہے۔ قومی زبان کو اس کا اپنا اصل مقام ملنا چاہیے۔ ہم اپنی قومی شناخت ''اُردو'' سے دُور ہو کر اپنی ثقافت سے بھی دُور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ عبدالعزیز خالد اردو زبان کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔ قومی زبان کو اس کا اصل مقام نہ ملنے پر وہ رنجیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ اپنے ایک کالم میں وہ یوں رقم طراز ہیں:

''ہم نے اپنی زبان کو خصوصاً اور اپنی ثقافت کو عموماً ہر کشش سے خود عاری کیا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اس مٹیار کو عروسی جوڑے کی بجائے رنڈ سالہ پہنایا ہے۔ اس کو نوچ کھسوٹ کر ہر لطافت ونفاست، ہر جاذبیت ومقناطیست سے محروم کیا ہے۔ ہماری زبان، ہماری بے حِسی، ہماری بے توفیقی اور بے عملی کی نوحہ خواں ہے۔ جب بھی کبھی بھولے بھٹکے کسی گوشے سے یہ آواز اُبھرتی ہے کہ اسے عنانِ اختیار سونپی جائے، انگریزی کو بے دخل کرکے اسے مسندِاقتدار پر بڈھایا جائے تاکہ حق دار کو حق پہنچ جائے تو جھٹ انگریزی زبان وتہذیب کے پرستار، اُردو زبان و ثقافت کو ایک ازکار رفتہ فرسودہ اور بے مصرف شے سمجھنے والے مقتدر، متمول اور مراعات یافتہ طبقات اس کی ہیئت کذائی پر ناک بھوں چڑھا کر ایک خندئہ دنداں نما سے اس پر یہ پھبتی کستے ہیں:

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بُلبل بستاں کرے نوا سنجی(۱۳)

خطوط نگاری

خطوط نگاری کی اہمیت ہر دور میں مُسلّمہ رہی ہے مکتوب نویسی ادب کی قدیم ترین صورت ہے۔ رفیع الدین ہاشمی کے بقول:

''کسی مکتوب نگار کے خطوط اس کے میلانات ورجحانات، پسندو ناپسند، عادات واخلاق، جذباتی اور نفسیاتی کیفیتوں، ذہنی وقلبی احساسات او راس کی شخصیت کی مختلف سطحوں کو قارئین کے سامنے لاتے ہیں۔''(۱۴)

عبدالعزیز خالدؔ کے خطوط اُردو ادب کا سرمایہ ہیں۔ ان کے خطوط بکثرت ہیں جو اُنھوں نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو لکھے تھے۔ ان خطوط سے خالدؔ کے اسلوبِ بیان کو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکتا ہے۔ اُن کی علمیت سے بھرپور یہ خطوط ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔

عبدالعزیز خالدؔ کے نام اُردو ادب کے مشاہیر کے بکثرت خطوط ملتے ہیں۔ ان مکتوب نگاروں کی طویل فہرست میں نمایاں نام یہ ہے۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ابنِ انشا، محمد حسن ، مولانا رازق الخیری، نیاز فتح پوری، مولانا ماہر القادری، عبادت بریلوی، ڈاکٹر جمیل جالبی، سیّد مسعود حسن رضوی، مولانا اسد القادری، نعیم صدیقی، ناصر کاظمی، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی، علّامہ عبدالعزیز میمن، ڈاکٹر وزیر آغا، جعفر طاہر، کامل القادری، ڈاکٹر ناظر حسین زیدی، منیر نیازی، حافظ لدھیانوی، خلیل الرحمن اعظمی، ارشاد احمد حقّانی، ڈاکٹر سلیم فاروقی، غلام جیلانی اصغر، ڈاکٹر سیّد معین الرحمن، کالی داس گپتا رضا، ابنِ فرید، باقر مہدی، عِفّت موہانی، اظہر جاوید، شکیل عادل زادہ، ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد اور ڈاکٹر حافظ صفوان محمد چوہان وغیرہ۔

عبدالعزیز خالدؔ نے بھی مذکورہ بالا احباب سے اپنی مکتوب نگاری کا سلسلہ قائم رکھا ہے۔ خالدؔ نے باقاعدہ مکتوب نگاری کا آغاز کب کیا؟اس کاحوالہ ان کے ابنِ فرید کے نام خطوط سے ملتا ہے۔ جو اُنھوں نے ۱۹۶۰ء مینان کے نام لکھنے شروع کیے تھے۔

عبدالعزیز خالدؔنے اپنے مکتوبات میں زیادہ تر اختصار سے کام لیا ہے۔ ابنِ فریدکے نام خط میں خالدؔ ''سلومی'' پر تبصرے کی بابت لکھتے ہیں:

> ''سلومی پر تبصرہ دیکھا، بہت پسند آیا۔ اس میںآپ نے میرے بارے میں جو لکھا ہے وُہ آپ کا خلوص وحُسنِ نظر ہے۔ آپ کا پرچہ کبھی کبھی دیکھنے کو ملتا ہے مگر ہر بار آپ کے سلیقے اور قرینے کا صمیمانہ اعتراف کرنا پڑا۔''(۱۵)

عبدالعزیز خالدؔ تنقید کو تخلیق کے لیے اہم چیز گردانتے ہیں۔ وُہ بطورِ عالی ظرف انسان کے ابن فرید کے نام اپنے ایک خط میں ذکر کرتے ہیں:

> ''تنقید کو تو مَیں ادب وادیب کے لیے آیۂ رحمت سمجھتا ہوں، آپ نے یہ کیسے خیال کیا کہ آپ کی نکتہ سنج طبیعت نے جن چیزوں کی گرفت کی تھی، اُن کی وجہ سے میں دل گرفتہ ہوکر خاموش ہوگیا۔ آپ یقین مانیں مجھے آپ کی نکتہ گیری سے بہت خوشی ہوئی۔''(۱۶)

عبدالعزیز خالدؔ نے اِملا نویسی میں ذوقِ جمال کو نظر انداز نہیں کیا۔ اس ذوق کی بدولت تو کتابت، اسالیب اور خوش نویسی کے نئے انداز سامنے آئے ہیں۔ عبدالعزیز ساحر کے نام ایک مکتوب میں خالدؔ نے دلچسپ علمی بحث کی ہے ملاحظہ کیجیے:

> ''ہاے''اور''ہائے'' میں میرے خیال میں تو کوئی فرق نہیں ۔ ہم ابتداے شوق، سودائے خام، انتہائے کرم کو بھی ابتدائے شوق، سودائے خام اور انتہائے کرم لکھتے ہیں، یعنی عربی فارسی کے 'الف''و''ع' پر ختم ہونے والے الفاظ پر بھی مضاف اور موصوف ہونے کی صورت میں،ء، لگاتے ہیں۔ اگر مرزا غالب فارسی ترکیبوں کی یائے تحتانی پر ہمزہ لکھنے کو جہالت اور بدمذاقی سمجھتے ہیں، ایران میں یہ ہمزہ ختم ہوچکا ہے، یہاں بھی کچھ لوگ نہیں لگاتے، مگر ہماری تو اس کے بغیر تسکین نہیں ہوتی۔ منہ کی 'ہ'کے نیچے، آج کل کون لگاتا ہے؟ نصابی کتابیں اُٹھا کر دیکھیں۔ ہم نے زبان اور تلفظ کا کیا ستیاناس کردیا ہے۔ اعراب کا کہیں وجود ہی نہیں،'خواب' اور 'خواہش' کو اُردو کے کہنہ سال پروفیسر تک'خواب' اور 'خواہش' یعنی **Khawahish, Khawab** بولتے ہیں۔''(۱۷)

انٹر ویوز

عبدالعزیز خالدؔ کے انٹرویوز سے ان کے نظریاتِ شعر اورزبان وادب کے بارے میں ہمیں معلومات ملتی ہیں۔ خالدؔ اکرام زیبائی کو اپنے ایک دیے گئے انٹرویو میں اُردو زبان کے حوالے سے یُوں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

> ''میں تو اوّل وآخر، ظاہر وباطن، اُردو کا آدمی ہوں۔ دل درسطوات نور او مستھلک، جاں درغلباتِ شوق اور متفرق۔'' مجھ سے زیادہ اُردو کی پسپائی اور زبوں حالی، اس کی نارسائی، اس کی بے سروسامانی، اس کی کس مپرسی پر کون کُڑھتا ہوگا؟۔۔اُردو زبان بہت بڑی زبان ہے، اس میں عالم گیر زبان بننے کی پوری صلاحیت ہے لیکن بے بسی ہائے تمنّا کہ اپنے وطن میں بھی اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ اپنے گھر مینیہ ماما بنی ہوئی ہے۔ اس کی کوئی قابلِ ذکرمارکیٹ نہیں۔''(۱۸)

عبدالعزیز خالدؔ اپنی شاعری میں دوسری زبانوں بالخصوص عربی کا استعمال بکثرت کرتے ہیں اس حوالے سے ان پر مشکل پسندی کی ایک چھاپ بھی ہے۔ حسن رضوی کواپنے ایک انٹرویو میں خالدؔ کہتے ہیں:

’’جہاں تک عربی کے استعمال کا تعلق ہے یہ اصل میں ا پنی دریافت کا عمل ہے۔ اپنی جڑوں کو تلاش کرنے کا، اپنے شجرِ حیات سے وابستہ وپیوستہ ہونے کا،گُم شدہ چشمہ زم زم کو دوبارہ برآمد کرنے کا، اپنی روایات کا، جانکاری کا، اُن کی پاس داری وآبیاری کا، مجھے اس کا احساس ہے کہ اس سے افہام وتفہیم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے کیونکہ ہمارا نصاب ونظامِ تعلیم انتہائی ناقص، بے مقصد، بے سمت، بے بصرو بے خبر ہے۔ ہمارا رشتہ فارسی وعربی سے یکسر منقطع ہوچکا ہے (اپنی زبان سے بھی کون سا قائم ہوا ہے) ہم تہذیبی طور پر خلا میں معلّق ہیں۔ ہم محروم الارث لوگ ہیں۔ اِدھر کے نہ اُدھر کے نہ مشرقی نہ مغربی۔‘‘(۱۹)

عبدالعزیز خالدؔ کی نثر نگاری اُردو ادب میں قیمتی سرمائے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُن کے مضامین حُبِّ وطن اسلامیت، احیائے اسلام، روشن خیالی، اُمید، رواداری، عزم وحوصلہ اور عشقِ رسولﷺسے بھرپور ہیں۔

نثر نگاری میں ان کا اسلوب اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے نثر میں علمیت سے بھرپور ،رواں اور شستہ اندازِ بیاں اختیار کیا ہے۔ عبدالعزیز خالدؔ کی خطوط نگاری اورانٹرویوز سادگی وسلاست اور علمیت کی بنا پرنثری ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالعزیز خالدؔ، سُخن ہائے آشنا، لاہور: مقبول اکیڈمی، ص۹
۲۔ ایضاً، ص۲۶
۳۔ ایضاً، ص۳۴۔۳۵
۴۔ ایضاً، ص۴۶
۵۔ ایضاً ، ص ۷۳۔۷۴
۶۔ ایضاً، ص۱۱۴
۷۔ ایضاً، ص۱۲۳
۸۔ رفعت اقبال خان، ڈاکٹر، خرد افروزی اور روشن خیالی، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۲ء،ص۲۰

1. Abdul Aziz Khalid, Sukhan Hae Aashna, Lahore: Maqbool Academy, Pp 9
2.Ibid, Pp 26
3.Ibid, Pp 34-35
4.Ibid, Pp 46
5. Ibid, Pp 73-74
6. Ibid, Pp 114
7. Ibid, Pp 123
8.

۹۔ سخن ہائے آشنا، ص۲۲۱۔۲۲۲
۱۰۔ ایضاً، ص۴۱۹
۱۱۔ مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، پاکستان وہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص۹
۱۲۔ عبدالعزیز خالدؔ، ، روزنامہ جنگ ، لاہور : ۱۲ نومبر ۱۹۹۷ء
۱۳۔ ایضاً،۱۵ ستمبر ۱۹۹۷ء
۱۴۔ رفیع الدین ہاشمی ، اصنافِ ادب، لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء،ص۱۷۷
۱۵۔ عبدالعزیز خالد کے خطوط ابنِ فریدکے نام، سیّارہ عبدالعزیز خالدؔ نمبر، حصہ سوم، جون ۱۹۶۹ء، ص۹۸۵
۱۶۔ ایضاً، ص۹۸۶
۱۷۔ عبدالعزیز خالدؔ کے خطوط عبدالعزیز ساحر کے نام، مشمولہ: لَبِ جُو عبدالعزیز خالد نمبر ۲۰۱۰۔۲۰۱۱ء ، جلد۱۴، شمارہ:۱۶ (مدیر اعلیٰ: محمد نواز کنول) سانگلہ ہل: گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، جون ۲۰۱۱ء، ص۱۰۵
۱۸۔ اکرام زیبائی،انٹرویو عبدالعزیز خالد، مشمولہ :ؔ ارمغانِ خالدؔ،مرتبہ : نصیر احمد ناصر،لاہور: مقبول اکیڈمی، اگست ۱۹۸۸ء، ص۵۹۰
۱۹۔ ایضاً، ص۶۰۱

ص۹, Sukhan haae aashna, Lahore : maqbool academy, خالدؔabdalaziz
ص۲۶?. ayzan,
ص۳۴ .۳۵?. ayzan,

ص۴۶?. ayzan,
۷۴. ۷۳?. ayzan, s
ص۱۱۴?. ayzan,
ص۱۲۳?. ayzan,
aur roshan khayaali, Faisal abad : افروزی?. Riffat Iqbal Khan , dr, khiirad
۲۰ص ,ء۲۰۱۲misaal publishers,
۲۲۲ .۲۲۱ص?. sukhan haae aashna,
ص۴۱۹. ayzan, ۱۰
. maskeen Ali Hijazi , dr, Pakistan vhnd mein muslim sahaafat ki ۱۱
۹ص ,ء۱۹۸۹mukhtasir tareen tareekh, Lahore : sang e mil pbli kishnz,
ء۱۹۹۷ November ۱۲, , roznama jung, Lahore : خالدؔ. abdalaziz ۱۲
ء۱۹۹۷ September ۱۵. ayzan, ۱۳
,ء۱۹۹۸. Rafi Aldeen hashmi, asnaf adab, Lahore : sang mil pbli kishnz, ۱۴
ص۱۷۷
خالدؔ naam, sayarah abdalaziz فریدکے. abdalaziz Khalid ke khutoot ibn-e ۱۵
۹۸۵ص ,ء۱۹۶۹number, hissa soum, June
ص۹۸۶. ayzan, ۱۶
: lab jo abdalaziz مشمولہ ke khutoot abdalaziz sahir ke naam, خالدؔ. abdalaziz ۱۷
(mudeer aala : Mohammad ۱۶, shumara : ۱۴جلد ,ء۲۰۱۱. ۲۰۱۰Khalid number
,ء۲۰۱۱Nawaz kanwal) sanglh hil : government islamia degree college, June
ص۱۰۵
, خالدؔ : ?, armghan مشمولہ. Ikram zebaaie, interview abdalaziz Khalid , ۱۸
,ء۱۹۸۸martaba : naseer Ahmed nasir, Lahore : maqbool academy, augst
ص۵۹۰
ص۶۰۱. ayzan, ۱۹